Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd. L. No 2595 ~~~~~~~~ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd. L. No 2595 — ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے
" ششماہی " " ۲ روپے
" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے
" " امراء " ۵ روپے
" ممالک غیر سے
صرف آٹھ شلنگ

نور

یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کافی و صحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

جلد ۲۵ — اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ — نمبر ۱۱

سنہ ۱۹۳۵ء گیا اور سنہ ۱۹۳۶ء آیا

سنہ ۱۹۳۵ء کی آمد پر میں نے اپنا پروگرام یہ شائع کیا تھا کہ اگر اللہ کا فضل شامل حال رہا تو میں سنہ ۱۹۳۵ء میں فرقان حمید کا ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت تبلیغی نقطہ خیال سے جنکی اشد ضرورت ہے، شائع کر سکونگا، سو اللہ کا لاکھ لاکھ کرم ہے کہ اس ذرہ نواز ہستی نے میری اس نیک خواہش کو پورا کیا، میرا خیال ہے کہ جب یہ پرچہ دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچیگا فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کا تیسواں پارہ چھپ رہا ہوگا، اور ایسے ہی سیرت نبوی (پوتر جیون) گورمکھی کا بھی آخری پروف دیکھا جا رہا ہوگا، میں یہ قوم کو اللہ کے فضل سے دو ایسے بےنظیر تحفے دے رہا ہوں جنکی ضرورت آج نہیں بلکہ صدیوں سے تھی، اور نیز یہ کارہائے نمایاں بکرم ایزدی ملت بیضا کی شان کو بلند کرنے والے ہیں، فرقان کریم کے گورمکھی ترجمہ نے جو گورمکھی دان دوستوں کی ذہنیت پر اثر کیا وہ آپ اسی اخبار کے صفحات ۱۵ و ۱۶ پر ملاحظہ فرمائینگے حالانکہ یہ آثار مشتے نمونہ از خروارے ہیں، دوست دعا کریں کہ خداوند قدوس ہندی ترجمہ اور گورمکھی سیرت کو اس سے بھی بڑھ کر شرف قبولیت بخشے، ان کاموں کی تکمیل کیلئے جو مجھے مشکلات پیش آئے اُسے یا میں بہتر جانتا ہوں یا وہ عالم الغیب ہستی، علاوہ لگاتار اڑھائی سال روزانہ قریباً پندرہ پندرہ گھنٹے محنت کرنیکے ان ہر دو کتب کی طباعت کیلئے جن مالی مشکلات سے مجھے گزرنا پڑا اسے دوسرا کیا جانے، ایسے کارہائے نمایاں کی تکمیل کیلئے یا تو قوم کی مشترکہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اور یا کسی ریاست کی طرف سے حوصلہ افزائی، بدقسمتی یا خوش قسمتی سے میں ان دونوں سے ہی محروم ہوں۔

سنہ ۱۹۳۶ء میں جو میں نے پروگرام اپنے لئے تجویز کیا ہے وہ مختصر الفاظ میں درج ذیل ہے، جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے کہ مجھے ذیابیطس کا عارضہ ہے اور وہ ہے بھی زیادہ دماغی محنت کی وجہ سے، اور پھر لگاتار اڑھائی تین سال کی غیر معمولی دماغی محنت نے اس میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے اسلئے اب تین ماہ میں اپنے آپ کو آرام دونگا، آرام سے میری مراد یہ ہے کہ بجائے پندرہ گھنٹے روزانہ کام کرنیکے پانچ چھ گھنٹے کرونگا، اس کے بعد پھر سیرت کا ہندی ترجمہ مرتب کرونگا اور پھر میں ہندوستان کی کل السنہ کو جمع کر کے اسکی تحقیقات کرونگا کہ اسوقت تک ہندوستان کی کس کس زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ نہیں ہوا، اور ان میں سے کسی ایسی زبان کو لیکر جسمیں زیادہ ضرورت ہو ترجمہ شروع کر دونگا، ہو سکتا ہے کہ وہ زبان مجھے خود بھی نہ آتی ہو، اس کیلئے میں اپنا کوئی ساتھی تلاش کرونگا جو اس کار خیر کی تکمیل کیلئے مجھے مدد دے سکے، اور اسی طرح یکے بعد دیگرے تمام ہندوستان کی السنہ میں جن میں آج تک فرقان حمید کا ترجمہ نہیں ہوا، خدا کے کرم سے کرونگا، گو بادی النظر میں یہ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے، یا بالفاظ دیگر جھونپڑی میں رہتے ہوئے شیش محل کے خواب ہیں، مگر میں اس قادر مطلق ہستی کا پرستار ہوں جس کے سامنے ان ہونی سے ہونی، ناممکن سے ممکن، اور نیست سے ہست معمولی بات ہے، آگے جو میں نے گورمکھی اور ہندی ترجمہ اور سیرت گورمکھی مکمل کی قطعی بے سروسامانی کی حالت میں جس خدا نے محض اپنے کرم سے پہلے مدد فرمائی، وہ آئندہ بھی فرمائیگا، جو کچھ ہوا اسی کے کرم سے اور آئندہ جو کچھ بھی ہوگا اسی کے فضل سے، اگرچہ ہر ایک نیکی اپنی جگہ اللہ خوبی رکھتی ہے مگر غیروں کو فرقان کریم کی روحانیت، گیان، اور عرفان سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور پوتر جیون سے آگاہ کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے، دوست دعا فرمائیں [illegible] قرآن مجید کا ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نہ پہنچ جائے۔ آمین۔

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حمید پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ذکر

مالابار کے ایک قدیم ہندو راجہ کی سرکاری دستاویزات میں

ڈاکٹر ایس کے دتا کا ایک مضمون کلکتہ کے اخبار فارورڈ نے "مالابار میں اسلام کیونکر پھیلا" کے عنوان سے شائع کیا، اور اس کا ترجمہ ۵ر جنوری کے اخبار الامان دہلی میں شائع ہوا ہے، چونکہ اس سے دنیائے اسلام سے تعلق رکھنے والے ایک اہم واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے، اسلئے ناظرین کی دلچسپی کیلئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ مالابار میں اسلام کے عروج سے قبل یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک جماعت سمندر کے راستہ سے پہنچکر تاجروں کی حیثیت سے آباد ہوگئی تھی پھر آگے چلکر لکھا ہے، کہ تیسری صدی ہجری میں مسلمانوں کا ایک قافلہ عربستان سے بدیں غرض آیا، کہ لنکا میں آدم کے قدم کے نشان دیکھے مگر جس جہاز پر وہ سوار تھے اس کو تیز ہواؤں نے ساحل مالابار کی طرف بڑھا دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ مسلمانوں کا یہ قافلہ کرہی گلورا میں جا پہنچا۔

اس ملک کا والی زمورن ایک دانشمند اور نیک عمل فرمانروا تھا، اس کی مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، اور اس نے ان کا پُرتپاک طریق پر خیر مقدم کرتے ہوئے مختلف مسائل پر ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ یہاں تک کہ ان سے ان کا مذہب دریافت کیا، اور اسے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہیں، مالابار کے یہودی اور عیسائی اور ہندو زمورن کے سامنے ہمیشہ اسلام کی مذمت کیا کرتے تھے، مگر ان مسلمانوں سے زمورن کو معلوم ہُوا کہ ان کا مذہب دور دور تک پھیلا ہُوا ہے، اور عرب، ترکی اور ایران پر چھایا ہُوا ہے، یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس سے قبل زمورن کی کسی مسلمان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، لہٰذا اس نے ان مسلمانوں سے درخواست کی کہ اپنے پیغمبر اور ان کے معجزانہ کارناموں کی صحیح روئداد سناؤ، ان مسلمانوں میں ایک شخص نہایت فاضل تھا، اس نے معجزات بیان کئے جنکو سنکر زمورن کے دل میں عجیب سرور پیدا ہوا اور اس کے سینے میں پیغمبر اسلام کے احترام کا دریا موجیں مارنے لگا،

جس وقت زمورن نے معجزہ شق القمر کی روئداد سنی تھی اس نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ اے اجنبیو! یہ تو واقعۃً ایک عظیم الشان معجزہ ہے، اور اگر یہ حقیقی چیز ہے تو دور اور قریب کے سب ہی لوگوں کی نظروں سے گذری ہوگی، ہمارے ملک کا دستور ہے، کہ جب کوئی غیر معمولی چیز ظہور پذیر ہوتی ہے، تو اس کو بصورت تحریر محفوظ کر لیا جاتا ہے، لہٰذا میں تمہاری صداقت کا امتحان لونگا، اور پرانی تحریرات دکھواؤنگا"

چنانچہ زمورن نے شاہی دفتر خانہ کے محافظ کو طلب کیا اور کہا کہ پرانے کاغذات کو دیکھکر ان مسلمانوں کے بیان کی تصدیق یا تردید کرو، شاہی محافظ دفتر نے بتایا کہ فلاں زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے، اور وہ دونوں ٹکڑے بعد کو پھر جڑ گئے تھے۔

یہ سُنکر زمورن پر اسلام کی صداقت کا اس قدر اثر ہُوا کہ اس نے کلمہ پڑھا اور نہایت پکا مسلمان ہوگیا، لیکن اسکی راہ میں ایک دشواری حائل تھی، جو یہ تھی کہ اپنے قبول اسلام کے معاملہ میں اس کو اپنے ملک کے امراء وخواص کا خوف تھا لہٰذا اس نے اپنے قبول اسلام کو صیغہ راز میں رکھا، اور مسلمانوں سے بھی وعدہ لے لیا کہ اس راز کو فاش نہ کرنا اس کے بعد زمورن نے مسلمانوں کو تحفے تحائف دے کر لنکا جانے کی اجازت دی جب مسلمانوں کا قافلہ لنکا کی سیاحت سے واپس آیا، تو زمورن ان کے ساتھ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کا سفر کرنے کا عزم کر چکا تھا چنانچہ اس نے اپنے مسلمان دوستوں کو روپیہ دیا کہ جہاز تیار کرو، اور سامانِ سفر خاص کر کثیر مقدار میں میٹھا پانی جہاز پر لے چلنے کا انتظام کرو، اس کے بعد زمورن نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو جمع کیا، اور کہا، کچھ دنوں سے میں خدا کی قدرت کے عجائبات پر غور کر رہا ہوں اور اب میرے دل میں بس ایک آرزو سمائی ہوئی ہے، کہ دن رات اس کی عبادت کروں لہٰذا ضروری ہے کہ میں گوشہ گیر ہو جاؤں، البتہ میں انتظامی امور سے متعلق کچھ قواعد وضوابط بنا دونگا، تاکہ میرے گیان دھیان میں کوئی خلل واقع نہ ہو، تمام دوستوں اور سرداروں نے جو اس موقعہ پر جمع تھے، قسم کھائی کہ ہم آپ کے حکم و ہدایت سے سرتابی نہ کرینگے۔

آگے چلکر ڈاکٹر دتا نے لکھا ہے، کہ زمورن سفر حج پر روانہ ہُوا، لیکن شدید گرمی پہونچکر سخت علیل ہوگیا، اس علالت کی حالت میں اس نے مسلمانوں سے کہا کہ میری ایک ہی آرزو ہے، جو یہ ہے کہ مالابار میں اسلام پھیلے لہٰذا آپ لوگ اور مسلمانوں کو لے کر وہاں جائیں، اور تاجروں کی حیثیت سے وہاں آباد ہوں، اس کے مسلمان دوست اس پر راضی ہوگئے، لہٰذا زمورن نے اپنے ملک کے امراء، واعیان کے نام ایک فرمان لکھکر دیا، جس میں لکھا کہ یہ خدا دوست مسلمان ہیں، ان سے کوئی ایذا نہیں پہنچ سکتی، ان کو پناہ دی جائے، اور عزت کے ساتھ ان کی آؤبھگت کی جائے، تاکہ یہ مالابار میں آباد ہونے پر راضی ہوجائیں، چنانچہ مسلمان مالابار پہونچے، اور یہودیوں اور عیسائیوں کی پیدا کردہ مشکلات کے باوجود مالابار میں اسلام پھیلا، اور اس کا بول بالا ہُوا ۔ (ماخوذ)

مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسالی مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ ۱۰ر اپریل ۳۶ء بعد نماز جمعہ شروع ہوکر ۱۲ر اپریل ۳۶ء کی دوپہر تک جاری رہے گا۔

ضروری ہے کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کرکے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں، اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں، یہ بھی ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی مجلس مشاورت کے پاس بھیجے کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کیلئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں، اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اسوقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔

نوٹ:- جماعت کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی مزید انتخاب کے مجلس مشاورت میں بطور اپنی جماعت کے نمائندے کے شریک ہوسکتے ہیں۔

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اچھوتوں کیلئے نیا مذہب

(نوشتہ جناب مولوی محمد ظفر خاں صاحب ایم-اے-ایل-ایل-بی)

ڈاکٹر امبیدکار نے ناسک کی تقریر سے عام ہندوؤں میں بوکھلاہٹ کا ایسا بم پھینکا ہے، کہ ان لوگوں کے دماغ تقریباً بیکار ہو گئے ہیں اور منہ سے جو لفظ نکلتا ہے، ان کے دماغوں کے عدم توازن کو ظاہر کرنے لگتا ہے، یہ لوگ بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں، اور طرح طرح کے جتن کرتے ہیں کہ اچھوت کسی طرح ذلت اور عدم مساوات کے زنجیر و سلاسل میں بدستور جکڑ بند رہ کے ہندوؤں کی تعداد کی بیشی کا باعث بنے رہیں، کوئی مقدس بزرگ اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ آؤ ہم نئی ہی دنیا قائم کریں، اور ایک نیا ہی مذہب نکالیں جس میں ہم بڑی ذاتوں والے اور نیچ ذات برابر برابر ہوں، یہ گویا زبردست اعتراف ہے کہ ہندو دھرم وہ ہندو دھرم جو ہزارہا برس سے ہندوستان کا اصل مذہب ہوتا چلا آیا ہے اپنی اصلی شکل میں اچھوتوں کو برابر کا درجہ نہیں دے سکتا، اسلئے اچھوتوں کو ہندوؤں میں مدغم رکھنے کے لئے ایک نئے مذہب کا ڈھونگ رچایا جانا ضروری ہے یہ لوگ اپنے دلوں سے یہ سوال مطلق نہیں کرتے کہ خواہ اصلی ہندو دھرم میں اصلاح کی جائے یا ہندو مذہب کے لگ بھگ ایک نیا ہی مذہب ایجاد کیا جائے وہ ہندو دھرم کہاں رہا، اصلی مذہب وہی ہے، جو اپنی تعلیم پر ہمیشہ اسی طرح قائم رہے اور کہہ سکے کہ اس مذہب کی تعلیم ہزاروں برس بعد بھی ویسی کی ویسی ہی ہے، اس کی تعلیم ہر وقت اور ہر زمانہ کے مطابق ہے، کوئی ضرورت اور مسئلہ ایسا نہیں جو اس کی تعلیم پورا نہ کر سکے حل نہ کر سکے۔

مالویہ اور گاندھی کی دھمکیاں

مزا تو یہ ہے کہ مالویہ اور گاندھی جیسے زبردست لیڈر ان اچھوتوں سے کوئی معقول بات نہیں کہہ سکتے، وہی ڈھاک کے تین پات نظر آتے ہیں، ان کی باتوں اور طفل تسلیوں میں ستم ظریفانہ بے بسی نظر آتی ہے، مالویہ جی ڈاکٹر امبیدکار کو تار دیتے ہیں کہ جلدی نہ کرو، گاندھی جی سے بات کرو، جو ۱۵ برس سے تمہارے اودھار میں جھنبھیری بنے پھرتے ہیں انہوں نے اپنی جان تمہارے لئے خطرہ میں ڈال دی ہے کہ کسی طرح تم اچھوت لوگ ہندو دھرم میں پلٹے چلے جاؤ، تم خواہ کچھ ہی کہو لیکن اچھوتوں کے دیگر رہنماؤں نے تمہارے ان خیالات کی مخالفت کی ہے اور یہ تمہارے تبدیلی مذہب کا ارادہ روک لینے کے لئے زبردست دلیل بن جانی چاہئے میں اچھوت اودھار میں تمہارا شریک کار ہونے کی حیثیت سے مشورہ دیتا ہوں کہ ایسا اقدام نہ کرو، جس سے نتائج دور رس ہوں اور جو اچھوتوں کی حالت کو اور بھی کمزور کر دے ماشاء اللہ! کیا پیام ہے، گاندھی جی کا اچھوتوں کیلئے اپنی جان خطرہ میں ڈال دینا ایک پُر لطف چیز ہے، لاکھوں روپے اچھوتوں کے نام سے جمع کرتے گئے اور پھر خاموشی اختیار کر لی گئی، ایسا فاقہ کر لیا کہ لوگ سمجھیں کہ بس اب مر جائینگے لیکن بیچ میں ایسے ماکولات کا ورود رہا، جن سے زندگی کا رشتہ منقطع نہ ہو، پھر درخواست کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی ہے، کہ تبدیلی مذہب اچھوتوں کو اور بھی نقصان پہنچائیگا گویا ہندو ان کی طرف سے دلوں کو ایسا سخت کر لیں گے کہ پھر کسی طرح موم ہونا نصیب نہ ہوگا، تقدس اور مفروضہ دیوتائیت کی حد ہو گئی۔

گاندھی جی تبدیلی مذہب کے متعلق لباس اور مکان کے عجیب عجیب استعارے لاتے ہیں، ان کی دلیلیں ہمیشہ پھُس پھُسی ہوا کرتی ہیں، اخبار ہریجن میں ان کی قلم سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں مالویہ جی کے سے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں اور آخر میں لکھا ہے کہ ہمیں یہ حقیقت معلوم ہے کہ غیر ہندو ہریجن خواہ کتنے ہی نمایاں کیوں نہ ہوں، اپنے ہندو ہریجنوں کی مدد نہیں کر سکتے، اپنے نئے اختیار کئے ہوئے مذہب میں حقیقت میں ان کی اب تک علیحدہ ہی جماعت ہے چھوت چھات کی ہندوستان کے لوگوں پر ایسی زبردست گرفت ہے خدا جانے مسٹر گاندھی اس قسم کی تحریروں سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، ان کا اثر معکوس ہے، ان سے ظاہر ہے کہ وہ خود موجودہ چھوت چھات سے مجبور ہیں، اور اگر کوئی اس کے خلاف جدوجہد بھی کرے تو مکان و لباس کے دلائل کی پابندیاں اس کے راستہ میں حائل کر دی جاتی ہیں،

چھوت چھات کا بانی منوجی کو بتایا جاتا ہے اور اسی لئے ان کے شاستروں پر قہر انگیزی ہے، حالانکہ منوسمرتی کے شروع کے صفحوں سے صاف ظاہر ہے، کہ شاستروں کی تعلیم کا منبع وید مقدس ہیں، اور انہی پر ان کا انحصار ہے یہ کوئی منوجی کی اختراع نہیں، رواج کا معاملہ ہوتا تو محض منوجی کی روشنی طبع سمجھ کے کبھی کی متروک ہو جاتی، ہندو مذہب کی اصلی تعلیم کا ہی اثر ہے، کہ گو ہندو اپنے مذہب کی اصلی تعلیم سے ناواقف ہیں، کیونکہ انہیں ویدوں اور ان کے بعد کی تفسیروں کی ہی جو مختلف ناموں سے نامزد ہیں خبر نہیں، چھوت چھات ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

اوائل نومبر میں ناسک میں مہاراشٹر ونگمے منڈل کی زیر حمایت ایک معرکہ آرا مباحثہ منعقد کیا گیا تھا، جس میں مختلف خیالات وعقائد کے آٹھ برہمنوں نے حصہ لیا ان کے خلاف اتنے ہی جدید روشنی کے ہندو مباحثہ میں شریک ہوئے، اصلاح پسندوں نے اچھوتوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کا دعویٰ پیش کیا کہ گو سناتنی مذہبی مساوات تو ان لوگوں کو دینے کے لئے تیار نہیں، مگر انہیں معاشری اور تمدنی ہمسری مل جانے کے خلاف نہیں ہیں، کیونکہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ یہ انہیں ان کی مخالفت کے باوجود حاصل ہو جائے گی۔ مسٹر سب لنس ایک مرسوت برہمن نے بحث کا افتتاح کرتے ہوئے اچھوتوں کی جملہ مجبوریوں کو دور کرنے اور ان سے مساویانہ برتاؤ کرنے کا مطالبہ کیا۔ مسٹر جوش ایک دکنی برہمن نے درمیانہ سلوک کی ضرورت جتائی، مسٹر شاستری نے برہمنی جماعت کی طرف سے بتایا کہ ہندو دھرم ان غیر مساویانہ درجوں کو قائم کرتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلئے انہیں مساویانہ درجہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا خواہ وہ ہندویت ترک کر دیں۔ مسٹر سارنگ مانی ایک وشنو برہمن نے تمدنی مساوات عطا کرنے اور چھوت چھات دور کرنے کی تائید کی، مسٹر شکلا اور مسٹر بروے نے تعلیم یافتہ کٹر ہندوؤں کی طرف سے کہا کہ اصلاح پسندی تمام خرابیوں کے بانی مبانی ہیں، انہوں نے مساویانہ سلوک کی مخالفت کی، مسٹر دیش پانڈے ایک کانگرسی برہمن نے پوری پوری مساوات اچھوتوں کو دئے جانے کا وعدہ کیا، مسٹر جنو کرنے بحث ختم کرتے ہوئے کہا کہ وقت کو دیکھ کے ان معاملات کا تصفیہ کرنا چاہئیے، اور اچھوتوں کی تبدیلی مذہب کی دھمکی کا ذکر کرتے ہوئے نصیحت کی کہ اس حادثہ کو ضرور روکنا چاہئیے، اس بحث کے رائیں نہیں لی گئیں۔

یہ مباحثہ بڑا دلچسپ ہوا تھا، اس سے ہندوؤں کے مختلف خیالات کا خوب پتہ چل سکتا ہے، حقیقت میں اصلاح پسندوں کی تعداد بہت کم ہے اور اصلاحی تحریک کی نہایت شدت سے مخالفت کی جائے گی، اس لئے ڈاکٹر امبیدکار کو یقین ہو گیا ہے، کہ اچھوت ہندو رہ کے فلاح حاصل نہیں کر سکتے، اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ وہ مذہب کونسا ہو سکتا ہے جس کو وہ اختیار کرنے کی طرف مائل ہو سکیں گے، اس کے متعلق مختلف قیاسات ہیں، کوئی کہتا ہے، عیسائی ہو جائیں گے، کوئی اسلام کی طرف ان کا میلان بتاتا ہے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ بدھ بنجائینگے ان خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان مذہبوں کی طرف سے ان لوگوں کو بلطائف الحیل بدظن کیا جاتا ہے، اور انہیں ہندو مذہب میں ہی رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے چنانچہ اس قسم کے چند خطوط سٹیٹسمین میں بھی چھپ چکے ہیں ایک خط کا خلاصہ اس کل معاملہ کی تفسیر ہوگا، ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء کے اس اخبار میں کلکتہ کے ایک ہندو مسٹر گھوش نے جات پات توڑک منڈل کے ایک رکن کی دلائل کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ اچھوتوں کو ہندو مذہب میں روکنے کی یہ تدابیر کامیاب نہیں ہو سکتیں کہ اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کو ہوش میں لانے کیلئے اچھوت اپنے میں خودداری پیدا کریں، کیونکہ اس سے بلوے ہونگے، اگر کوئی قانون بن ہی گیا اور برابر کا سلوک ہونے لگا، تو مذہبی فرق تو قائم رہے گا ہی اور ان سے روٹی بیٹی کا تعلق کبھی قائم نہ ہوگا، نہ بچوں کو اس اصلاحی تحریک کی کتابیں مدرسوں میں پڑھانے سے یہ معاملہ طے ہو سکتا ہے کیونکہ بچوں کے ماں باپ تو پرانی وضع کے ہونگے، وہ کیوں پسند کرنے لگے کہ ایسی کتابیں مدرسوں میں رائج ہوں یا انکے بچے انہیں پڑھیں، بات یہ ہے کہ ذات پات تو ہندو دھرم کی جان ہے بنیاد ہے، رہا یہ امر کہ عیسائی یا مسلمان۔ بھنگی اب بھی بھنگی ہے، مسلمانوں میں بھی ذات پات ہے، کوئی سید یا پٹھان اپنی لڑکی کا بیاہ کسی جلاہے نائی سے نہیں کریگا، اس کا جواب یہ ہے، کہ عیسائی اچھوت کو چھو کے نہاتا اور گنگا جل کو چھوتا نہیں، کہ پوتر ہو جائے، مسلمانوں میں کوئی ذات پات کا سوال نہیں، ان میں مذہبی فرقے ہیں جو اپنی خوشی سے ادل بدل سکتے ہیں مالدار مسلمان چھوٹی ذاتوں میں ذات پات کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے درجہ اور ثروت کی وجہ سے شادی بیاہ نہیں کرتے، ہزاروں گاؤں میں مسلمانوں کے مختلف فرقے ساتھ بیٹھ کے کھاتے اور آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں، ہندو گاؤں میں جا کے دیکھو، کم از کم بیس ذاتیں نظر آئیں گی، ان میں کوئی اچھوت ہے کوئی ایسا ہے جو صرف مائع خوراک پروس سکتا ہے، اور چند ہی ایسی ذاتوں کے آدمی ہونگے، جن کے ہاتھوں سے ہر قسم کا کھانا کھایا جا سکتا ہو، علاوہ ازیں یہ لوگ کبھی آپس میں شادی بیاہ نہیں رچاتے، اچھوتوں میں سب کے سب تو بھنگی چمار نہیں، ان میں بہت سے تعلیم یافتہ اور صاحب حیثیت آدمی ہیں، لیکن ہندو سوسائٹی انہیں برابری کا درجہ نہیں دیتی، لیکن وہ اگر دوسری سوسائٹیوں میں چلے جائیں تو انہیں فوراً وہ برابری مل جائے۔

اچھوتوں کے متعلق یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ سب کے سب مذہب تبدیل کر لینگے، اور اگر تبدیل کرینگے تو کونسا مذہب اختیار کرینگے، پریل بمبئی میں مسٹر دلواج کار کے زیر صدارت اچھوتوں کا ایک عام جلسہ ہوا تھا جس میں کئی اچھوتوں نے تقریریں کیں، کہ مسلمان سرکاری فیصلہ ثالثی کی عطا کردہ نشستوں اور ملازمتوں میں سے ۵۰ فی صدی اچھوتوں کے لئے وقف کر دیں تو ہم اسلام قبول کر سکتے ہیں، محض اجتماعی مساوات ہماری حالت نہیں بدل سکتی، ہم آج اچھوت رہ کے میثاق پونہ کے فائدوں سے مستفید ہو سکتے ہیں، دوسرے مذہب میں ہم اس میثاق کے حقوق سے ہاتھ دھو بیٹھینگے، صدر نے کہا کہ جبتک اچھوتوں کو سیاسی قوت نہ دی جائے ان کی مجلسی حالت درست نہیں ہو سکتی، جب تک دوسرے مذہب والے میثاق پونہ سے زیادہ حقوق دینے پر رضامند نہ ہوں تبدیلی مذہب کی تمام گفتگو بیکار ہے۔

یہ سودا ہے، حق کی خاطر تبدیلی مذہب نہیں اس حقیقت سے وہ آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں کہ اسلام میں پہنچنے سے وہ ان کا ایک ضروری حصہ بن جائیں گے اور وہ سب مسلمانوں کی طرح اپنی تعداد کے مطابق حصے لے سکینگے، تمدنی، معاشری اور سیاسی مساوات صرف اسلام میں میسر آ سکتی ہے۔

جو وفد ڈاکٹر امبیدکار سے ہندوؤں کا ملا، اسکو جو جواب ڈاکٹر صاحب نے دیا، اس کے چند فقرے قابل غور ہیں، (۱) میری قوم کا مفاد اسی میں ہے کہ سب ایک طاقتور اور زندہ قوم میں شامل ہوں (۲) مذہبی جذبات و اعمال میں مسلمانوں سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت و تعرض سخت خطرناک ہے، لیکن مصطفیٰ کمال پاشا نے کامیابی سے سب ضروری چیزیں کر ڈالیں، چونکہ ہندوستان کو مصطفیٰ کمال جیسا قائد نہیں مل سکتا، اسلئے میں ہندوستان کے متعلق مایوس ہوں۔ ان فقروں سے کوئی خاص بات اسلام کے حق میں اخذ نہیں کی جا سکتی۔

زندہ اور طاقتور قوم مسلمانوں کے علاوہ بدھ مذہب بھی ہو سکتے ہیں، سکھ بھی اپنے آپ کو ان الفاظ کا مستحق بنا سکتے ہیں، ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۳۳ء اخبار تیج دہلی کے کرشن نمبر میں ایک مضمون لکھا تھا، جس کا عنوان یہ تھا "تمام ہندوؤں کو بودھ دھرم اختیار کرنا چاہئیے" اس مضمون میں انہوں نے ہندوؤں کے مذہبی نقطۂ خیال میں تبدیلی سے مایوسی ظاہر کرتے ہوئے تبدیلی مذہب کی تجویز پیش کر کے لکھا تھا کہ میرے دماغ میں اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سب لوگ بودھ دھرم کیوں اختیار نہیں کر لیتے، بودھ دھرم ایک ایسا دھرم ہے جو معاشرتی نقطۂ نگاہ سے سب سے زیادہ جمہوری مذہبی لحاظ سے سائنس کے عین مطابق ہے، اس دھرم میں خیالات کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پوری آزادی حاصل ہے، اس مذہب میں عقیدہ یا دولت کی وجہ سے سوشل تخریب ہرگز ہرگز روا نہیں ہے، یہ مذہب بنی نوع انسان کو آزادی جمہوریت مساوات اور اخوت کا سبق دیتا ہے، اور میری رائے میں ہر ایک سوسائٹی اور عادت کے مطابق ہو سکتا ہے، اس سے وہ تمام نقائص یقیناً دور ہو سکتے ہیں، جنہوں نے ہندو سوسائٹی کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔

میں نے اس مضمون کی تردید میں ایک مضمون ۲۳ر ستمبر ۳۳ء کے انقلاب میں دیا تھا، اور بدھ مذہب کی اصلی تعلیم پیش کر کے ڈاکٹر صاحب سے سوال کیا تھا کہ ان کی مندرجہ بالا سطور کہاں تک اس تعلیم پر صحیح اُترتی ہیں، آخر میں انہیں ان کی مصائب کا واحد علاج اسلام ثابت کر کے دکھایا تھا،

ان کو ان کے اعلیٰ ذات کے ہم مذہب بلاوجہ اسلام سے ڈراتے ہیں، جیسا کہ ماترا بھومی کے ایڈیٹر نے انہیں چٹھی میں لکھا کہ کسی مذہب میں چلے جاؤ، وہاں الگ ہی رہنا پڑیگا، کیونکہ اکا دکا تو اس مذہب میں جذب ہو جاتا ہی مگر جب قوم کی قوم تبدیل مذہب کریگی، تو اسے کس طرح جذب کیا جا سکیگا، لامحالہ وہ اپنے نقائص اور کوتاہیوں کے ساتھ اس لئے مذہب میں ایک علیحدہ ہی جماعت بنینگے عیسائی ہو کے انہیں علیحدہ گرجا میں جانا پڑتا ہے، ان کے رہنے کے مکان الگ ہوتے ہیں، حتیٰ کہ قبرستان بھی علیحدہ ہوتے ہیں، مسلمانوں میں بھی یہی ہوتا ہے۔

لیکن یہ لوگ اسلام کو یورپ کے پادریوں کی طرح غلط رنگ میں پیش کر رہے ہیں، اسلام میں ذات پات رنگ اور نسل کا کوئی امتیاز نہیں، فرداً فرداً مسلمان ہوں یا جماعت وار وہ بالکل مسلمانوں میں مدغم ہو جائینگے، ہر مقام پر وہ شائد اس کی تائید کر سکتا ہے کہ مسلمان بھنگی بھی بڑے مسلمانوں کے دوش بدوش مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، اور شادی بیاہ میں کوئی اقتصادی رکاوٹ ہو تو اور بات ہے ورنہ مسلمان ہرگز اس تعلق سے باہم گریز نہیں کرتے، ان کا مذہب یہ امتیاز سکھاتا ہی نہیں، وہاں تو اعمال ہی کام ہے، ہماری قوم میں کارکنوں کی کمی ہے اور جس چیز کو کام سمجھا جاتا ہے، وہ غیر موثر ہے، ہمارے لوگوں میں خوش اعتقادی بھی بہت ہے، یہی سبب ہے کہ ڈاکٹر امبیدکار سے جنہوں نے ملاقات کی انہوں نے قبل از وقت اعلان کرنا شروع کر دیا کہ مسلمان ہی ہوں گے، دو چار جگہ اچھوتوں نے ہندوؤں کے خلاف زہر اُگلا، اور دو چار سرجوش آدمیوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے بس کیا تھا، یہی سمجھا جانے لگا، کہ اچھوت سب ہی مسلمان ہونے والے ہیں، یہ سب خوش فہمیاں ہیں ذرا اچھوتوں میں گھومئے، وہ اپنی پست حالت سے خوش ہیں اور بعض تو یہاں تک کہہ جانے کو تیار ہیں، کہ ہندو دھرم جس میں ہمارے باپ دادا رہے، اگر کچھ اغلام بنا کے بھی رکھے، تو ہمیں اس میں ایسا ہی بنکے رہنا منظور ہے، ڈاکٹر صاحب نے مختلف مذہبوں کے داعیوں سے اخلاقاً ایسی گفتگو کی ہوگی، جس سے کسی کی دل شکنی نہ ہو، اپنا سادہ لوحی کا ثبوت دینا دوسروں کو اپنے اوپر ہنسانا ہے،

جو خیالات اور اعتقادات صدیوں سے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہیں، ان کی وجہ سے ان لوگوں کو ہر اس چیز سے آسانی سے دلبستگی ہوگی جس کا اس سرزمین سے کبھی تعلق رہا ہے، مثلاً وہ بدھ مذہب کی طرف جلد توجہ کرنے کیلئے تیار ہونگے، اور اس کا زیادہ امکان ہے کہ اگر انتظام نہ کیا گیا، تو وہ اس کی طرف دوڑ پڑیں کیونکہ وہ گو ہندوستان میں مردہ ہے، لیکن باہر تو دو ملکوں میں زندہ اور طاقتور ہے۔

ہمیں مایوسی گمراہوں کا شیوہ بتائی گئی ہے، ہمیں خلوص سے ان لوگوں کو اپنے میں شامل کرنے کیلئے اسلام کی سادہ تعلیم ان پر واضح کرنی چاہیئے، ہمارے مبلغ ایسے ہوں جو اپنے افعال سے اسلام کی سچی تصویر بن جائیں، ہمارے مغل بادشاہوں نے اس اہم فرض کی طرف توجہ نہیں کی جسکی سزا انہیں دنیا میں بھی ملی، کہ اب تک انہیں بُرا کہا جاتا ہے آخرت کا حال اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے، بیشک اب یہ کام زیادہ مشکل ہے، لیکن کوئی کام دشوار نہیں اگر سلیقہ سے کیا جائے، اسلام بہت جلد اسطرح پھیل سکتا ہے کہ حریف حیران رہ جائیں، وہ لوگ بھی اس کے حلقہ بگوش ہو سکتے ہیں جو اس وقت اسلام کو ہی اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور جنکی گھٹی میں ہی یہ بات شامل کی گئی ہے، کہ ان کا وجود ہی اسلام کی بدولت ہے، تقریباً ہر مذہب میں اس قسم کے آدمی ہیں، اور یہ ہمارے اعمال کی سزا ہے کہ ہم نے اسلام کی پُرامن اور نہایت مفید تعلیم کا اثر ان پر نہیں ڈالا، ورنہ دنیا دیکھ لے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو عالمگیر ہونے کا مستحق ہے، اور ایسا ہو کے رہیگا، جو ہر زمانہ کے موافق ہے، اور جس کی تلاش میں مختلف موقعوں پر مختلف ملکوں میں عالمگیر مذہبی مجلسیں ہوتی رہتی ہیں، اور ہر مذہب کے مدعی کو اپنے اپنے مذہب پر روشنی ڈالنے کے لئے مدعو کیا جاتا ہے، اور پھر ایسی تجاویز پیش کی جاتی ہیں کہ دُنیا کو ایسے مذہب کی ضرورت ہے، جو دُنیا میں امن پیدا کرے، مختلف قوموں، ملکوں اور خیالوں کو متحد کرے، اور دنیا کو جنت کا نمونہ بنائے، لوگو! وہ مذہب اسلام ہی ہے اسی دیکھو، اس پر غور کرو، قرآن پاک کی پیشگوئی ہے کہ ایک زمانہ کے بعد اسکی حقیقت سب جان لینگے۔

شذرات

اسلام کی ہمہ گیری

پنڈت جواہر لعل صاحب نہرو کا ایک مضمون پرتاپ لاہور کے کانگرس جوبلی ایڈیشن میں شائع ہوا ہے، جس میں صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ " اگرچہ آریہ سماج ہندوؤں کے تمام دیگر فرقوں کی نسبت اسلام کے زیادہ نزدیک تھا لیکن اسلام کا ایک زبردست مخالف بن گیا " نہ صرف یہی کہ آریہ سماج اسلام کے قریب تھا بلکہ بقول بابو بپن چندر پال " آریہ سماج اسلام کا شاگرد تھا، کیونکہ اس نے جو کچھ سیکھا اسلام سے " مگر آریہ سماج اسے بخوبی جانتا تھا کہ اسلام کے اصول ایسے ہمہ گیر واقع ہوئے ہیں کہ اگر آریہ سماج اسلام کے قریب رہا، تو اسلام اسی ہڑپ کر جائے گا، اس واسطے اس نے اپنی بہتری اسی میں سمجھی کہ اپنی قوم کو اسلام سے ایسا متنفر بنایا جائے کہ وہ اسلام کے قریب تک نہ پھٹکے مگر باوجود اس نفرت پھیلانے کے صداقت آخر صداقت ہے، وہ اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی ہے اور ہر ایک مردم شماری مسلمانوں کے اضافہ کی خوشخبری اپنے ساتھ لاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماج کی تنگدلی

جب ایک دفعہ جناب گاندھی جی نے اس سچائی کا اظہار کیا تھا کہ "آریہ سماج میں بردباری کی بہت کمی ہے تو آریہ سماج صاحب موصوف کے گلے کا ہار ہوگئی تھی، حالانکہ صاحب موصوف نے بالکل سچ فرمایا تھا، اب پنڈت جواہر لعل صاحب نہرو پرتاپ کے کانگرس جوبلی ایڈیشن میں سوامی رام کشن پرمہنس کے مشن کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ" ان کا مشن مسلمانوں یا اور کسی کے خلاف نہیں تھا، اور نہ ہی آریہ سماج کی قومیت کی طرح یہ کچھ حد تک تنگ تھا۔" کچھ حد تک تنگ تھا یا حد سے زیادہ تنگ تھا، اس کا اندازہ لگانے کیلئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے، ستیارتھ پرکاش کے آخری ابواب جن میں عیسائی، موسائی اور مسلمانی مذاہب پر جو بے اصولی اور کرخت نکتہ چینی کی گئی ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے، ہم تہذیب کے اندر رہتے ہوئے اور سلامت روی کے ساتھ بھی جس سے دوسرے کا دل نہ دُکھے نکتہ چینی کے فرض کو ادا کر سکتے ہیں، اگر ستیارتھ پرکاش میں اس اصول کو مدنظر رکھا جاتا تو آج آریہ سماج اور مسلمانوں میں یہ کشیدگی نہ ہوتی۔

پُرانی مقدّس کتابیں اور موجودہ ایجادات

اسی مضمون میں آگے چل کر پنڈت صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ " اپنے پرانے مذہبی عقائد اور عادات کو قائم رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مغرب کے نئے خیالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی گئی، یہ لوگ بے خوفی سے پرانے خیالات کو چیلنج کرنے کے لئے تیار نہ تھے، چنانچہ اُنہوں نے دونوں چیزوں کو ملانے کی کوشش کی، اور اس طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ موجودہ خیالات اور سائنس کی ایجادات پُرانی مقدس کتابوں میں بھی ملتی ہیں، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ایسا وطیرہ کس مذہب یا مذہبی ریفارمر نے اختیار کیا اس کیلئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے، بانی آریہ سماج سوامی دیانند کا کیا ہوا رگوید بھاشیہ اس کا بہترین ثبوت ہے، جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ موجودہ مشینیں اور ہوائی جہاز وغیرہ کا ذکر رگوید میں موجود ہے اور لطف کی بات یہ ہے، کہ اب بعض آریہ سماجی بھی سوامی دیانند کے اس ہمہ گیر اصول سے فرنٹ ہو رہے ہیں، اور اُنہوں نے صاف الفاظ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وید ایک روحانی پُستک ہے نہ کہ سائنس کی کتاب۔

بلی تھیلے سے باہر

حال ہی میں ہندو مہاسبھا کا پونہ میں جو اجلاس پنڈت مدن موہن مالویہ کی زیر صدارت ہوا تھا، اس کا ذکر کرتا ہوا ۴ر جنوری کا پرتاپ لکھتا ہے کہ " ہندو مہاسبھا کے پنڈال میں اس قسم کے نعرے بھی بلند کئے گئے، کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے" جب ہمارے ہمسایہ ہندوؤں کی یہ ذہنیت ہو کہ وہ بجائے ہندوستانیوں کے ہندوؤں کو ہندوستان کا واحد اجارہ دار سمجھیں، نہ صرف سمجھیں بلکہ علانیہ اپنی سب سے عظیم الشان مجلس جس کے صدر پنڈت مالویہ ہوں اظہار کریں تو اس صورت میں اگر مسلمان اس نتیجہ پر پہنچیں کہ انہیں جُداگانہ حقوق ملنے چاہئیں تو وہ ہر طرح حق بجانب ہیں۔

کیا یہ نمُونہ قابلِ عمل ہے؟

۵ر جنوری کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ " مرزاپور میں سوامی دیانند صاحب صرف لنگوٹ دھارن کرتے اور جسم پر مٹی ملتے تھے، رات کو ایک پتھر سر کے نیچے اور دو پیروں کے نیچے رکھکر سو جاتے تھے" آریہ گزٹ نے سوامی موصوف کے اس طریق کار کو نہایت فخر سے پیش کیا ہے اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کیا سوامی صاحب کا یہ نمونہ اپنے پیرؤوں کے لئے بھی قابل عمل ہے؟ اگر ہے تو کیا وجہ ہے کہ اور تو اور خود آریہ گزٹ کے ایڈیٹر مہاشہ بھی اس پر عمل کرنے سے قاصر ہیں، حالانکہ کسی ریفارمر کا نمونہ ایسا ہونا چاہیئے، جو اس کے پیرؤوں کے لئے قابل عمل ہو، ورنہ ہم کسی نمونہ کو قابل عمل نمونہ کہنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتے۔

سوامی دیانند اور اچھُوت اقوام

۵ر جنوری کے آریہ گزٹ میں ایڈیٹر مہاشہ سوامی دیانند کا ایک فرمان بایں الفاظ درج کرتے ہیں۔" اور سنتان اُت پتی (اولاد کے پیدا ہونے) کے وقت ناڑی چھیدن (ناڑو کا کاٹنا) استریوں (عورتوں) کو خود کرنا چاہئیے کیونکہ نیچ جات (اچھوت اقوام) کی عورتوں سے کرانا ٹھیک نہیں۔" اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی دیانند اچھوت اقوام کو کس نظر سے دیکھتے تھے، اور اب آریہ سماج کا یہ کہنا کہ سوامی دیانند اچھوتوں کے بہترین ہمدرد تھے یہ خالی از اصلیت نہیں تو اور کیا ہے، جو شخص نوزائیدہ بچے کو اچھوت اقوام کی عورت کا ہاتھ تک لگنا گوارا نہیں کر سکتا، اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس شخص کے دل میں اچھوت اقوام کیلئے کسقدر نفرت بھری ہوئی ہوگی۔

واروں سو گز پھاڑوں نہ ایک گز

۵ر جنوری کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ " پنڈت مدن موہن مالویہ نے پونہ میں اپنی صدارتی تقریر کرتے ہوئے اچھوتوں کے متعلق کہا کہ سوائے سہ بھوج (ایک قطار میں بیٹھ کر کھانا) اور شادی کے رشتہ میں اور تمام باتوں میں ہندو اور ہریجن (اچھوت) میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی جائیگی۔" اسی کو کہتے ہیں واروں سو گز پھاڑوں نہ ایک گز تمدنی مساوات دو چیزوں میں نہاں ہے، رشتہ داری اور کھانے پینے میں اشتراک، اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں اور اچھوتوں کے فہمیدہ لیڈر بھی اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں، اچھوتوں کو اگر حقیقی مساوات مل سکتی ہے تو صرف مسلمانوں میں ہی، جن کے مذہب کا یہ ارشاد ہے کہ اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم میں وہی مکرم ہے جو نیکی میں بڑھا ہوا ہے مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو، جو مذہب ہزاروں سالوں میں اچھوتوں پر مساوات کی ایک خفیف سے خفیف جھلک بھی نہیں ڈال سکا وہ اب کیا کر سکتا ہے، باقی رہی طفل تسلیاں، ان سے کیا فائدہ۔

ہندو دھرم ایک بیماری ہے

اس عنوان سے ۷ر جنوری کا پرتاپ لکھتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"لھقیہ قوم (اچھوت) کے ایک ہزار اشخاص کا ایک جلسہ شہر ٹیلی میں منعقد ہوا، اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ ان کیلئے ہندو سوسائٹی میں رہنا فائدہ مند نہیں، ڈاکٹر امبیدکار نے کانفرنس کو ایک پیغام بھیجا جس میں انہوں نے لکھا کہ ہندو دھرم کوئی دھرم نہیں، یہ ایک متعدی بیماری ہے، ہر شخص جو اس بیماری سے بچنا چاہتا ہے، وہ ان تمام اشخاص سے اپنا تعلق منقطع کرے جو اس بیماری میں مبتلا ہیں۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اچھوت اقوام بحیثیت مجموعی ہندو مذہب سے بیزار ہو چکی ہیں، اب رہا یہ سوال کہ وہ کس مذہب کو قبول کرینگی، یہ دو باتوں پر منحصر ہے اول دعوت دینے والوں میں دلی خواہش، دوم، تمدنی اور روحانی مساوات، جونسا مذہب بھی یہ امور ان کے سامنے رکھیگا، یقیناً کامیابی اس کے ساتھ ہوگی۔

ہندو سبھا اور کانگرس

جب کبھی مسلم پریس یہ کہتا تھا کہ کانگرس سو فیصدی ہندو سبھا ہے تو ہندو پریس بُرا مناتا تھا، مگر اب خود ہندو پریس بھی اس کا حامی ہے، چنانچہ ۶ جنوری کا پرتاپ لکھتا ہے، کہ "کانگرس عملی طور پر ہندوؤں کی جماعت ہے" گویا خود ہندو پریس کو بھی کانگرس کے ہندو مہا سبھا ہونے میں انکار نہیں، باقی رہا یہ امر کہ ہندو مہا سبھا کے اس نقش ثانی کے تحت مسلم مفاد کہاں تک محفوظ رہ سکتے ہیں وہ کوئی اب پوشیدہ راز نہیں رہنا چاہیئے۔

یک نہ شُد دو شُد

اسی اخبار میں دوسری جگہ پونہ میں ہندو مہا سبھائیوں کے اس نعرہ کا ذکر کیا گیا ہے، جس میں انہوں نے ہندوستان ہندوؤں کیلئے کے آوازے بلند کئے ہیں، اب ۵ جنوری کا پرتاپ لکھتا ہے کہ شدھی کانفرنس کے صدر شنکر آچاریہ ڈاکٹر کرتی کوٹی سے یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں کہ "ہندوستان ہندوؤں کا ہے باقی سب اس کے مہمان ہیں اور انہیں مہمان کی حیثیت میں ہی رہنا چاہیئے" یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں، اس سے ہندو صاحبان کی ذہنیت اظہر من الشمس ہے، اور اس ذہنیت کی موجودگی میں یہی بہتر ہے کہ ہندوستان کسی دوسری طاقت کے ہی ماتحت رہے، ورنہ نتیجہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

ہندوؤں کو یہ ذہنیت بدلنی پڑیگی

ہندو بھی باہر سے آئے ہیں اور مسلمان بھی، دونوں نے اسے اپنا ملک بنالیا ہے، جب کبھی سوراج ملا، اس کی گاڑی دونوں ہی پہیوں پر چل سکے گی، اگر ہندو مسلمانوں کو نکالنا چاہیں تو یہ ان کی خام خیالی ہے، نکالنے کا وقت وہ تھا، جبکہ یہ چند افراد کی حیثیت سے وارد ہوئے نہ کہ اب جبکہ ان کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی اور ان کی جڑیں پاتال تک جا چکی ہیں، ہندو اس قسم کا بڑا بول بول کر جہاں وہ ایک طرف اپنے اعتبار کو کھو رہے ہیں، وہاں اپنی پست ذہنیت کا بھی اظہار کر رہے ہیں۔

شہنشاہیت کے خواب

۵ جنوری کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ "آریہ سماج چونکہ پراچین آریہ سنسکرتی (پرانی تہذیب) کو پُنر جیوت (دوبارہ زندگی) کرنے میں لگا ہوا ہے اسلئے اس کے دوارہ (ذریعہ) نہ کیول (صرف) آریوں کو سوراجیہ (ہوم رول) ہی ملیگا کنتو (بلکہ) چکرورتی راجیہ (شہنشاہیت) بھی ملیگا" مجھے آریوں کے اس کہنے پر چنداں اعتراض نہیں، کیونکہ ہر ایک کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے خیال کو ظاہر کرے، ہاں مجھے اعتراض ہے تو اس بات پر کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے آریہ سماج کا یہ دعویٰ تھا، کہ وہ ایک خالص مذہبی جماعت ہے اور اسے سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں اب آریوں کی ان دونوں باتوں میں سے کس کو صحیح تسلیم کریں، سابقہ کو یا موجودہ کو۔

ویدک دھرم کی جے یا اللہ اکبر کا نعرہ

۵ جنوری کا پرکاش پنڈت وشنو دت آنجہانی کا ذکر خیر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ان کی دھرم پتنی (بیوی) وواہ (شادی) کے کچھ سال بعد چلتی بنی، حالات سے مجبور ہو کر انہوں نے دوسرا وواہ کیا" آریہ مذہب میں دوسرے نکاح کی قطعی ممانعت ہے، نکاح ثانی کی بجائے انہیں نیوگ کیلئے ہدایت کی گئی ہے مگر کٹر سے کٹر آریہ سماجی بھی نیوگ کی بجائے نکاح ثانی کو ترجیح دیتے ہیں، نیوگ ایک خالص آریہ سدھانت ہے اور نکاح ثانی ایک خالص اسلامی اصول۔ مگر آریہ سماجی مجبور ہیں، کہ وہ اپنے اصول کو ترک کر کے اسلامی اصول کی پناہ لیں، اب ہم ویدک دھرم کی جے کہیں یا اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں، اس کا اچھا جواب تو آریہ ہی دے سکتے ہیں، جو قال سے تو نہیں مگر حال سے اسلامی اصولوں کے سامنے سر جھکانے کیلئے بے بس ہیں۔

عرب کا ایک نامی طبیب

حارث بن کلدہ ثقفی

یہ طبیب طائف کا رہنے والا تھا، علم طب کے شوق میں اس نے بہت سے شہروں کی خاک چھانی اور فارس میں پہنچ کر فن طب میں کمال حاصل کیا، وہاں وہ مدتوں رہا اور امراض و معالجات کی معرفت میں مجتہد الفن ہو گیا، جناب رسالت پناہ صلعم کے عہد میں زندہ تھا، اور معاویہ کے زمانے تک زندہ موجود رہا۔

ایک مرتبہ معاویہ نے اس سے پوچھا کہ طب کیا چیز ہے کہا ازم یعنی پرہیز۔

اس شخص نے طبیب العرب کا خطاب حاصل کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاص [?] بیمار ہوئے اور جناب رسالت پناہ کی خدمت میں حاضر کئے گئے، فرمایا طبیب حارث بن کلدہ کو بلایا جائے، جب وہ حاضر ہوا تو سعد بن ابی وقاص کو دیکھتے ہی کہنے لگا، کوئی خطرہ کی بات نہیں، تھوڑا سا السی کا آٹا لے کر اور حریرہ کے طور پر پکا کر پلا دیا جائے، چنانچہ یہی کیا گیا اور سعد بن ابی وقاص اسی سے اچھے ہو گئے، حارث کے اسی قسم کے اور بھی بہت سے معالجات مشہور تھے، اور وہ اہل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرب کے عادات وخصائل کے لحاظ سے انہیں چیزوں سے ان کا علاج کیا کرتا تھا، جن کے وہ خوگر تھے۔

بارگاہ کسریٰ میں باریابی

طب کے متعلق بہت سے دلچسپ اقوال ہیں منجملہ ان کے ـــــ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ بارگاہ کسریٰ میں اس کو باریابی کا موقعہ ملا، جب وہ باریاب ہؤا تو نوشیرواں کے روبرو کھڑا ہوا، کسریٰ نے پوچھا، تم کون ہو؟ کہا حارث ابن کلدہ ثقفی ہوں، پوچھا! کیا کام کرتے ہو؟ کہا طب کا پیشہ، پوچھا، کیا تم اعرابی ہو؟ کہا ہاں! ٹھیٹ اعرابی اور اس پر بھی (وسط عرب کا) متوطن، پوچھا، عرب کے لوگ طب کی قدر کیا جانیں؟ وہ تو جاہل، نادان اور ردی غذاؤں کے خوگر ہوتے ہیں، کہا انہیں وجوہ سے تو انہیں اس امر کی ضرورت ہے کہ کوئی ان کی جہالت کی اصلاح کرے، ان کی کجی کو دور کرے، ان کے اجسام کی حفاظت کرے، اوران کے اخلاط کی تعدیل میں سرگرم رہے، اس لئے کہ عقلمند تو خود ہی ان سب باتوں کو جانتا ہے، وہ اپنے مرض کی حقیقت سمجھتا اور اپنے حفظ صحت کیلئے پہلے ہی سے تدبیریں سوچ لیتا ہے، کسریٰ نے کہا، وہ جہلا تیرا کہنا کس طرح مان لیتے ہیں؟ جواب دیا، بچوں کو بہلا پھسلا کر اور سانپ کو منتر کے زور سے مطیع کیا کرتے ہیں اور اے بادشاہ! عقل تو قسمت ربانی ہے جو اس نے اپنے بندوں میں رزق کے طور پر تقسیم فرمائی ہے، ہر شخص اور قوم کا جو جو نصیب ہے وہ اسے مل جاتا ہے اور اس میں کس کو دخل ہے، کہ کوئی دولتمند ہے کوئی مفلس اور محتاج، کوئی عالم ہے، کوئی جاہل، کوئی عاجز اور بیکس ہے کوئی مدبر اور مآل اندیش، المختصر یہ خدائے تعالیٰ کا عطیہ ہے اور اس میں کسی کا قابو چل نہیں سکتا۔

اہل عرب کے خصائل

ان باتوں کو سنکر کسریٰ نہایت متعجب ہؤا اور کہنے لگا کہ اہل عرب کے عادات وخصائل کے متعلق بھی کچھ بیان کرو، حارث نے کہا، وہ نہایت راستباز، حق پسند، اور بے انتہا جری ہوتے ہیں، قدرت نے فصاحت و بلاغت ان کی زبانوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے اور حسب ونسب کے لحاظ سے انتہا درجہ کے شریف و نجیب ہوتے ہیں، ان کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ دلوں میں یوں اتر جاتی ہے، جیسے کسی قادر انداز کے کمان کا تیر، بلکہ موسم بہار کی ہوا سے زیادہ نشاط افزا اور چشمہ شیریں کے پانی سے زیادہ خوشگوار ہوتی ہے، قحط کے دنوں میں وہ مخلوق کو کھانے کھلاتے ہیں اور رزم کے زمانہ میں سروں پر تلواریں لگاتے ہیں، کوئی شخص ان کی عزت کو صدمہ نہیں پہنچا سکتا، اور کسی طرح ان کے ہمسائے تکلیف نہیں دئے جا سکتے کسی کی مجال نہیں جو ان کی طرف آنکھ بھر کے دیکھ سکے اوران کے واجب التکریم لوگ ہرگز ذلیل نہیں کئے جا سکتے، وہ اپنے آگے سب کو ہیچ سمجھتے ہیں۔

یہ باتیں سنکر نوشیرواں دوزانو ہو بیٹھا، اور اس کی خوش بیانی سے اتنا خوش اور متاثر ہوا، کہ چہرے سے مسرت کا پسینہ ٹپکنے لگا، پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا، دیکھو یہ شخص کتنا آزاد منش اور اپنی قوم کا کیسا مداح اور ان کے فضائل کا کسقدر سچائی کے ساتھ معترف ہے، عاقل اور صاحب تجربہ شخص کی شان بھی یہی ہونی چاہیئے، پھر حارث کو بیٹھنے کا حکم دیا، وہ اجازت پاکر بیٹھ گیا۔

بعض نہایت مفید اقوال

نوشیرواں نے پوچھا، تمہیں فن طب میں کیسا دخل ہے؟ کہا نہایت کافی، پوچھا طب میں اصل اور بڑا گر کیا ہے؟ کہا ازم، پوچھا ازم کسے کہتے ہیں؟ کہا منہ پر قابو رکھنا اور ہاتھوں سے کام لینے میں اعتدال کا لحاظ، کسریٰ نے اس بات کی داد دی، پھر پوچھا، سب بیماریوں کی جڑ اور سب سے خوفناک مرض کیا ہے؟ کہا۔ غذا کے ہضم ہونے سے پہلے غذا کا استعمال، کیونکہ یہ ایسی چیز ہے، جس سے مخلوق فنا ہو جاتی ہے، اور درندوں تک کے جنگل خالی ہو جاتے ہیں کہا سچ ہے، پوچھا وہ کون سی چنگاری ہے، جس سے بیماریاں ہیجان میں آتی ہیں، کہا تخمہ، اگر باقی رہ گیا تو مہلک ہے اور تحلیل ہوگیا تو ردی اخلاط کی تولید کا باعث ہوکر امراض کا ذخیرہ بن جاتا ہے، کہا سچ ہے، پھر کہا، پچھنوں کے بارہ میں تمہاری رائے کیا ہے، کہا زوال قمر کے زمانہ میں اگر ابر و باراں نہ ہو، رنج وغم بھی نہ ہو، سکون وراحت ہو تو پچھنے لگوانا فوری مسرت اور رفع کلفت کا سبب ہوتے ہیں، پوچھا حمام وغیرہ کے باب میں کیا رائے ہے؟ کہا، شکم سیری کی حالت میں حمام کرنا، رات کے وقت ننگا رہنا، اور بحالت غیض وغضب میں کھانا کھا لینا، ہرگز مناسب نہیں، نفس کو سکون کی عادت ڈالنی چاہئیے کہ دل مطمئن رہے، غذا میں تقلیل لازم ہے، کہ خوشگوار نیند آئے، پوچھا کہ دوا کے بارہ میں کیا رائے ہے؟ کہا جب تک تندرستی ہو دوا کو نہ چھوؤ لیکن مرض پیدا ہوجائے تو اس کے استحکام سے پہلے چارہ سازی کی تدبیر کرلو، کیونکہ بدن کی حالت زمین سی ہے اگر اصلاح ہوتی رہے تو بن جاتی ہے ورنہ خراب ہو جاتی ہے، پوچھا گوشت کون سا بہتر ہے؟ کہا، نوجوان اور تندرست مینڈھے کا، مگر سوکھا نمکین گوشت ایک مہلک چیز ہے، اور اونٹ، بیلوں کے گوشت سے بھی احتراز لازم ہے، پوچھا، پھلوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کہا نورسس اور پختہ پھل جب تک ان کا موسم اور وقت ہو اچھی چیز ہیں، اور جب فصل کا اخیر وقت آجائے تو پھلوں کو ہرگز نہ چھوؤ، پھلوں میں بہتر پھل نارنگیاں ہیں، پھولوں میں پھول گلاب اور بنفشہ، اور ترکاریوں میں ترکاری گکڑی اور کاہو، پوچھا پانی کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کہا، پانی جسم کے لئے روح رواں ہے اور صحت کا دار و مدار اسی پر ہے، لیکن مقدار کے موافق پیا جائے تو مفید ہے اور بے اندازہ یا سو کر اٹھتے ہی پیا جائے تو مضر، پانی کی صفت یہ ہے کہ رقیق ہو، صاف وشفاف ہو، بڑے بڑے بہتے دریاؤں کا ہو، ٹھنڈا ہو، جنگلوں وغیرہ کی کثافتیں اس میں شامل نہ ہوئی ہوں، مصفا چشموں میں مسلسل موجوں کے ساتھ حرکت میں ہو، پوچھا، اس کا ذائقہ کیسا ہو، ماء الحیات وہ ہے جس میں ذائقہ کا وہم وگمان تک نہ ہو، پوچھا رنگ کیسا ہو؟ کہا، جس کا رنگ متعین کرنے میں حیران رہ جائیے اور ہر ایک چیز کا انعکاس اس کو اپنا ہم رنگ بنا سکے، پوچھا انسان کے جسم میں اصل چیز کیا ہے؟ کہا، سر، پوچھا، آنکھوں میں جو نور ہے یہ کیا چیز ہے؟ کہا، تین چیزوں سے مرکب سفیدی چربی ہے، سیاہی پانی ہے اور پتلی ریح ہے، پوچھا جسم انسانی کتنی چیزوں سے بنا ہے، کہا چار چیزوں سے سودا جو سرد وخشک ہے، صفرا جو گرم وخشک ہے، خون جو گرم و تر ہے اور بلغم جو سرد وتر ہے، پوچھا، ایک ہی چیز سے کیوں نہ بنایا گیا؟ کہا ایک چیز ہوتی تو آدمی نہ کھاتا نہ پیتا، نہ بیمار ہوتا، نہ جیتا اور نہ مرتا، پوچھا دو طبیعتوں پر کیوں انحصار نہیں کیا گیا؟ کہا دو متضاد چیزیں ایک دوسرے کو فنا کر دیتیں اور تین ہوتیں تو ان میں موافقت اور مخالفت صحیح کا اندازہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا نہ ہوتا، اس لئے چار ہی موزوں تھیں، اور انہیں سے اعتدال و توام حاصل ہے، کہا۔ گرم سرد چیزوں کو مختصر اور جامع الفاظ میں بیان کرو، جواب دیا، جتنی میٹھی چیزیں ہیں گرم ہیں، جو ترش ہیں وہ سرد ہیں، جو تیز و تند ہیں وہ بھی گرم ہیں، جتنی تلخ ہیں، وہ معتدل ہیں، مگر ان میں بعض گرم اور بعض سرد بھی ہوتی ہیں، پوچھا، مرہ صفرا کا علاج کیا ہے، کہا ملینات باردہ، پوچھا مرہ سودا کا؟ کہا ملینات حارہ، پوچھا بلغم کا؟ کہا گرم و خشک چیزیں، پوچھا خون کا؟ کہا بڑھ جائے تو نکالنا اور گرم ہو جائے تو سرد و خشک چیزوں سے اس کا جوش فرو کرنا، پوچھا امراض ریاحی کا علاج کیا ہے؟ کہا حقنوں کے ذریعہ سے تلئین اور گرم تیلوں سے تدہین۔ کہا۔ حقنے کو تم بھی جائز سمجھتے ہو؟ بولا کیوں نہیں، حکماء نے لکھا ہے کہ حقنوں سے معدہ وغیرہ پاک ہو کر اندرونی امراض کافور ہو جاتے ہیں، تعجب کی بات ہے، جو شخص حقنے کا خوگر ہو، اس پر بڑھاپا چھا جاوے، یا وہ لاولد رہ جائے، سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ انسان جان بوجھ کر مضر چیزوں کا استعمال کرے اور اپنی صحت جسمانی پر خواہشات نفسانی کو ترجیح دے۔

پوچھا۔ پرہیز کیا ہے؟ کہا ہر چیز میں اعتدال، کیونکہ زیادہ کھانا مسالک روح کو بند کر دیتا ہے، پوچھا عورتوں اور ان سے مقاربت کے بارہ میں کیا کہتے ہو؟ کہا اس کی زیادتی بُری ہے، اور یاد رکھو سن رسیدہ عورتوں کو ہاتھ نہ لگانا، انکی مثال پُرانے مشکیزے کی سی ہے، ان کا پانی سم قاتل ہے اور ان سے مقاربت موت کی حامل۔

ان باتوں کو سنکر نوشیرواں ایسا ہنسا کہ اس کے شانے تک حرکت کرنے لگے، اور کہنے لگا، شاباش! اے اعرابی! تم تو بڑے عالم اور نہایت ذہین اور ذکی شخص نکلے، اس کے بعد حارث کو خلعت و انعام اور نہایت گراں بہا صلہ دیکر رخصت کیا اور اس نے جو تقریر کی تھی، لکھوا کے رکھ لی۔

واثق باللہ اپنی کتاب بستان میں لکھتے ہیں کہ حارث ابن کلدہ کہیں جا رہا تھا، کچھ آدمیوں کو دیکھا دھوپ میں بیٹھے ہیں، کہا سائے میں بیٹھو، تمازت آفتاب کپڑے تک بودار کر دیتا ہے اور اس سے تعفن پھیلتا ہے، رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور اس کی حدت سے امراض کے دفینے کھل جاتے ہیں ٭

مذاہب غیر

ہندوؤں کے مقدس درخت

بعض مخصوص اشجار کو مقدس مان کر ان کی پوجا کرنا شاید دنیا کی قدیم ترین مذہبی روایات میں سے ہے، کیونکہ ہم دنیا کی ہر قدیم قوم اور ہر پرانے مذہب کو پرستش اشجار کا گرویدہ پاتے ہیں، ازمنہ قدیم میں سبھی لوگ درختوں کی پوجا کرتے تھے، یا تو وہ یہ سمجھتے تھے، کہ درختوں پر نیک و بد روحیں رہتی ہیں، یا ان کا تصور یہ تھا، کہ اشجار دیوتاؤں اور اہرمنوں کے مسکن ہیں، یا ان کا خیال یہ تھا کہ ان کی پرستش کرنے سے بھگوان اپنی گوناگوں نعمتیں نازل کرتے ہیں، بہرکیف اس کی تہ میں کچھ ہی ہو، مگر یہ واقعہ ہے کہ پرانے لوگ درختوں کے پتوں، شاخوں، پھلوں، پھولوں وغیرہ کو بڑی عقیدت کے ساتھ اپنی پوجا کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، پرانی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ تو اس کے قائل تھے کہ دیوتا درختوں میں اس طرح رہتے ہیں، جس طرح جسم میں روح، یا اپنے مکان میں مالک مکان، مصر میں اوس ریس دیوتا کو خدائے اشجار کہتے تھے، اور یہ یقین کیا جاتا تھا، کہ وہ بیک وقت دنیا کے تمام درختوں پر اپنا نورانی پرتو ڈالتا ہے اسی طرح نوأت دیوی کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے، کہ وہ ان اشجار میں رہتی ہے، جو صحرا کے دامن میں لہلہا رہے ہیں اور جن سے ہر مرنے والے کو گزرنا ہے، یونان کے ہر دیوتا کے لئے ایک ایک درخت مخصوص تھا، زئیس کے لئے بلوط کا درخت تھا، اپالو کیلئے پیپل کا درخت تھا، ڈایونی سیس کے لئے انگور کی بیلیں تھیں، ہیرا کے لئے خوشبودار جھاڑیاں تھیں، اور ایتھین کے لئے زیتون کا درخت مخصوص تھا، افریقہ میں جہاں زندگی کا تصور یونان کی نسبت زیادہ تاریک اور پست تھا، مقدس درختوں کو ان کی نشوونما کیلئے خون پلایا جاتا تھا، جس طرح آجکل درختوں کی جڑوں کو تھاؤلے بنا کر پانی دیا جاتا ہے، تاکہ درخت ہرے بھرے رہیں، اسی طرح ازمنہ تاریک میں سیاہ رنگ نسلیں درختوں کو حیوانی خون سے پالتی تھیں، بعض دیگر ممالک میں درختوں کی پوجا اس غرض سے کی جاتی تھی کہ اس سے باپ دادا کی روحوں کو ثواب پہنچے، لوگ مختلف اشیاء جوان کے بزرگ اپنی زندگیوں میں رغبت سے استعمال کرتے تھے، درختوں کیلئے بطور نذر و نیاز لے کر آتے تھے، اور درختوں کے تھاولوں میں رکھکر یہ دعائیں مانگتے ہوئے رخصت ہو جاتے تھے، کہ ان اشیاء کا ثواب ہمارے باپ دادا کی روحوں کو پہنچے، ہندوستان میں آج بھی شرادھ کی مذہبی رسم بڑ کے درخت کے نیچے ادا کی جاتی ہے اور اگر کسی بستی میں کوئی بڑ کا درخت نہ ہو تو شرادھ کی رسم ادا کرتے وقت "سورگباشیوں" کی روحوں سے پرمنت درخواست کی جاتی ہے کہ وہ رسومات کو بڑ کے درخت کے نیچے ہی تصور کریں۔

عصر حاضرہ میں شاید ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے، جہاں درختوں کی پوجا باقی ہے، دیہاتوں میں گاؤں کے بڑے بوڑھے آج بھی بڑ کے درخت کے نیچے معاملات فیصل کرتے ہیں، شاید ان کے دماغ میں یہ تصور (خواہ وہ کتنا ہی غیر مؤثر ہو) ہوتا ہے، کہ اس طرح مقدس درخت کی برکت سے جھگڑے ٹھیک ٹھیک چُک جائیں گے۔

ہندوستان میں بڑ کے درخت کو مقدس مانے جانے کی وجوہات مذہبی ہیں، ہندوؤں کے مذہبی قصص میں جابجا اس کا ذکر آتا ہے، کہتے ہیں کہ جب دنیا کو تباہ کر دینے والا سیلاب آیا، اور اس نے تمام اشیا کو تباہ کر دیا، تو اس کے بعد نارائن بال مکند کے روپ میں بڑ کے پتے پر لیٹے خوابیدہ تیرتے نظر آئے، پھر ساوتری کے قصے میں بھی بڑ کا ذکر آتا ہے، اسی درخت کے نیچے ساوتری دیوی نے ملک الموت کے پنجے سے اپنے شوہر کی جان چھڑائی تھی، بڑ کے درخت کو باعث برکت بھی سمجھا جاتا ہے، یہ مقدس الفاظ سبھی نے سنے ہوں گے، کہ اپنے خاندان کو پیپل کی طرح بڑھنے اور بڑ کی طرح جڑ پکڑنے دو۔

ہم نے پیپل کا ذکر کیا، اس درخت کو بھی ہندوستان میں ہندو دھرم کی رُو سے بڑی عظمت اور اہمیت حاصل ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہاتما بدھ کے پرستار تو اسے دنیا کے سب درختوں سے بڑھ کر مقدس مانتے ہیں، سنسکرت میں پیپل کے درخت کو "اشوتھا" کہتے ہیں۔ شری کرشن جی مہاراج کے بھگوت گیتا میں ایک مقام پر کہا ہے، "درختوں میں میں 'اشوتھا' ہوں" اسی درخت کے سایہ میں بیٹھ کر گوتم بدھ نے "نروان" حاصل کیا، اسی کے سایہ میں اسے وہ سکون ملا جس کی تلاش میں وہ در بدر مارا مارا پھرتا تھا، یہیں سے اس نے وہ پیغام حاصل کیا جو تمام دنیا کو شانتی کی تعلیم دیتا ہے، اس موقعہ پر یہ بتا دینا یقیناً دلچسپی کا موجب ہوگا، کہ بدھوں کے نزدیک مہاتما گوتم بدھ نے انسان کی جون میں آنے سے تینتالیس مرتبہ پیپل کی جون میں اس دنیا کی سیر کی تھی۔

پیپل کے درخت کی شادابی اور اس کی وسعت کا سبھی کو علم ہے، اسی شادابی کی وجہ سے ہندو لوگ اسے خوشحالی اور ثروت کا آئینہ دار سمجھتے ہیں، ان لوگوں کیلئے جو اولاد سے محروم ہوتے ہیں، پنڈت ودھوان یا سنیاسی لوگ یہ عمل تجویز کرتے ہیں کہ کسی پیپل کے درخت کے گرد تھاولا بنوائیں اور روزانہ اس میں پانی دیا کریں، بعض دیگر عورتوں کے لئے یہ تجویز کیا جاتا ہے، کہ کم از کم ایک سو پانچ درختوں کے گرد تھاولے بنوا کر ان میں روزانہ عورت بذات خود "جل" دے جتنی مدت اس عمل کیلئے بتائی جاتی ہے، اس میں کم و بیش لاکھ مرتبہ عورت کو "پیپل مہاراج" کو "جل ارپن" کرنا پڑتا ہے، یہ اچھی خاصی باغبانی ہے، عورت کی صحت پر خوشگوار اثر پڑنا لازمی ہے، ممکن ہے کہ بحالی صحت کے بعد اس کا بانجھ پن دور ہو جاتا ہو اور اس کے ہاں اولاد ہو جاتی ہو، جسے لازمی طور پر پنڈت جی کے بتائے ہوئے عمل کی کرپا تصور کیا جاتا ہوگا۔

پیپل کے ذکر کے ساتھ ہی ہم نیم کے درخت کو نہیں بھول سکتے، یہ درخت ہندو عقائد کی رو سے کالی دیوی کا استھان ہے، جو قحط چیچک وغیرہ بیماریاں بھیجتی ہے۔ بعض دفعہ رسمی طور پر پیپل اور نیم کی شادی کر دی جاتی ہے، بالعموم یہ دونوں درخت قریب قریب بوئے جاتے ہیں، تاکہ ان کی شاخیں ایک دوسرے میں جذب ہو کر اچھا سایہ ڈالیں۔

بیل کا درخت بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے، کیونکہ شوجی اس کے پتوں کو شرف قبولیت بخش کر خوش ہوتے تھے۔ کہانی عام طور پر یوں مشہور ہے، کہ ایک برہمنی نے گئو ہتیا کا سنگین جرم کیا، لوگوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا، وہ غریب ایک بھکارن رہ گئی، ایک دن وہ ایک جگہ شوجی کے مندر کے آگے کھڑی بھیک مانگ رہی تھی، کہ ایک راہ گیر نے از راہ تمسخر پیسے کی بجائے اس کے ہاتھ پر بیل کا ایک پتہ رکھ دیا بھکارن کو اس پر تاؤ آگیا، بہر حال وہ بھی انسان تھی، اس نے وہ پتہ حقارت کے ساتھ کسی طرف پھینکا، اتفاق دیکھو وہ شوجی کی مورتی کے جا لگا، شوجی نے اس کی غیر ارادی پوجا فوراً قبول کر لی، اور اپنا خاص رتھ بھیجکر اس بھکارن کو کیلاش پہاڑی پر بلوا لیا۔

آم کا درخت سب سے زیادہ متبرک اور بابرکت سمجھا جاتا ہے، شادی بیاہ اور ہر قسم کی ضیافت کے موقعہ پر اس کے پتے دروازوں پر لٹکائے جاتے ہیں، ان پتوں کو خراب کرنے والوں کو بری نظر سے دیکھا جاتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے گویا اس نے صاحب خانہ کی خوشحالی اور فارغ البالی کو نقصان پہنچایا، باکلہ اور تلسی بھی مقدس اور بابرکت ہیں، صندل کی لکڑی اگنی کے دیوتا کو نذر چڑھائی جاتی ہے، تلسی وشنو جی کو بہت پسند ہے، ہر ہندو گھر میں اس کی پرستش ہوتی ہے، کنول کو ان سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، یہ تین رنگوں میں پایا جاتا ہے سرخ سفید اور نیلا مانا جاتا ہے، لکشمی دیوی کی پیدائش کنول ہی سے ہوئی تھی۔ (ماخوذ)

سکھوں کے اندر چھوا چھوت

ہم نے بہت مایوسی سے سکھ دھرم میں نام نہاد اچھوت سکھوں کی پوزیشن کے متعلق متعدد مضامین پڑھے ہیں، حال ہی میں سردار شیر سنگھ اور سردار بہادر مہتاب سنگھ (لاہور) نے ٹریبون کے ذریعہ یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ سکھوں میں چھوا چھوت موجود نہیں، اور اونچی ذات کے سکھوں اور اچھوت سکھوں کے درجہ میں کوئی فرق نہیں، اور نہ ہی ذات پات کا امتیاز روا رکھا جاتا ہے، انہوں نے اپنے مضامین میں یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ تمام سکھوں میں مساوی سلوک روا رکھا جاتا ہے، افسوس کہ اب سکھوں نے اب گوردوارہ کے بنائے ہوئے زریں اصول کو بھلا دیا ہے، اور سکھ مذہب میں مساوات اب داستان ماضی ہو چکی ہے، یہ بات اظہر من الشمس ہے، کہ نام نہاد اچھوت سکھوں (خالصہ بھائی، رامداسیئے، مذہبی وغیرہ) کو اس بیسویں صدی میں بھی گوردواروں میں جاٹ سکھوں کے ساتھ بیٹھنے ان کے کنوؤں سے پانی بھرنے اور ایک ہی لنگر سے کھانا کھانیکی اجازت نہیں، عام خیال کے مطابق جاٹوں میں تمام غیر کاشتکار اور نام نہاد اچھوت سکھوں کو کمین خیال کیا جاتا ہی حالانکہ وہ بذات خود بڑے حیثیت دار ہوتے ہیں، اگر سردار بہادر مہتاب سنگھ کو اس بات کا فخر ہے، کہ ننکانہ صاحب میں اچھوت سکھوں کو لنگر میں کھانا پکانیکی اجازت ہے، تو انہیں ساتھ ہی اس امر کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئیے، کہ گوندوال صاحب میں اچھوت سکھوں کو ایک ہی جگہ بیٹھکر دوسرے سکھوں کے ساتھ لنگر میں پرشاد چھکنے تک کی اجازت نہیں، کیا وہ اصحاب جن کا یہ دعویٰ ہے کہ سکھوں کے درمیان مساوات کار فرما ہیں، مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیں گے۔

(۱) ایسے (اچھوت) سکھوں کی تعلیم کیلئے سکھ پنتھ نے کتنے سکول قائم کئے ہیں (۲) کیا سکھ پنتھ کبھی گورنمنٹ کے پاس ایسے سکھوں کیلئے مقررہ تعداد ملازمتوں کی حاصل کرنے کیلئے گیا ہے (۳) خالصہ سکولوں اور کالجوں میں کتنے اچھوت سکھوں کو مفت تعلیم حاصل کرنیکی اجازت ہے (۴) ایسے سکھوں کی مجلسی حالت اور درجہ (پوزیشن) کو بہتر بنانے کیلئے سکھ پنتھ نے کیا ذرائع اختیار کئے ہیں؟ (۵) ایسے سکھوں کے کتنے نمائندے صوبجاتی کونسلوں، گوردوارہ کمیٹیوں اور دیگر سنگھ انجمنوں میں کبھی بھیجے گئے، اگر کسی وجہ سے غیر کاشتکار سکھ کونسلوں یا دیگر انجمنوں میں لئے گئے ہیں تو وہ جاٹوں کے رسوخ کی وجہ سے ہے لیکن وہ ایسے (اچھوت) سکھوں کے مفاد اور بہتری کیلئے کچھ کرنے کے ناقابل ہیں، کیونکہ ان کو ذاتی فائدہ کا خیال ہوتا ہے، ہمیں نہایت افسوس اور رنج سے کہنا پڑتا ہے کہ تا حال کسی سکھ سوسائٹی نے گورنمنٹ سے اس بارے میں ملاقات کرنے کی کوشش نہیں کی کہ سکھوں میں قطعاً ذات پات کا امتیاز نہیں ہے، اور وہ (گورنمنٹ) سکھوں کو بطور سکھ اپنے ریونیو ریکارڈ اور دیگر کاغذات میں درج کر سکتی ہے، پھر مساوات کا دعویٰ کیوں کیا جاتا ہے۔

ہربنس سنگھ گریر سکرٹری شرومنی سکھ بورڈ جالندھر۔
اروڑ سنگھ جتھیدار پنتھ سیوک تحصیل پھلور، سندر سنگھ
وائس پریذیڈنٹ پنتھ سیوک جتھہ ضلع جالندھر۔
(از پرتاپ ۱۳؍جنوری ۳۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۳۵۵۲

منکہ مہاشہ محمد عمر ولد پنڈت دھنی رام قوم برہمن عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۲۲ء قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۴ ۱۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے، اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ -/-/۵۵ روپے ہے، میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا، میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو، تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی۔ العبد مہاشہ محمد عمر مولوی فاضل قادیان گواہ شد کرم داد خاں انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد عبدالرحمن مدرس مدرسہ قادیاں۔

وصیت نمبر ۴۱۲۷

منکہ ظفر محمد ولد فتح محمد مرحوم قوم بلوچ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال، تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بستی مندرانی حال قادیان، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج ۱۴ ۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں، اس وقت میری ماہوار آمد کل -/۵۸ روپے ہے، میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱۵ فی صدی مطابق زندگی وقف کنندگان داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا، میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد ظفر محمد مولوی فاضل قادیان ۱۴ ۲/۳۴، گواہ شد مرزا برکت علی احمدی بقلم خود، گواہ شد عطا محمد محرر دعوت و تبلیغ۔

وصیت نمبر ۳۲۹۹

منکہ محمد یوسف خاں ولد ڈاکٹر لیعقوب خاں صاحب پٹھان پیشہ تبلیغ بیعت ۱۹۰۴ء عمر ۳۰ سال سکنہ جہلم حال 2040, Rose Street Pittsburgh امریکہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۹ ۸/۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میری جائداد اس وقت صرف دو کنال زمین قادیان میں ہے، میں تبلیغ کے علاوہ اپنے گزارہ کیلئے تجارت بھی کرتا ہوں، میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا، اور میری وفات پر جسقدر متروکہ ثابت ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ العبد محمد یوسف خاں حال پٹسبرگ امریکہ، گواہ شد احمد حیات خاں ولد ڈاکٹر لیعقوب خاں صاحب احمدی جہلم، گواہ شد محمد فضل خاں جنگوی ساکن چنگا بنگیال تحصیل گوجرخاں، ضلع راول پنڈی۔

وصیت نمبر ۳۳۱۳

منکہ عبدالرحمن ولد محمد حسن مرحوم قوم اخون بنی اسرائیل کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی، موضع کوریل تحصیل ناسنور شوپیاں تحصیل کولہ گام ضلع سرینگر کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۸ ۹/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ موجودہ جائداد اس وقت کچھ نہیں، میری تنخواہ ما ماہوار ہے، جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں۔ اور میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہوں گا۔ اور بصورت ہونے ترقی تنخواہ متذکرہ شرح حصہ وصیت داخل خزانہ کیا کروں گا، اور بوقت وفات جس قدر میری جائداد ہوگی، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی، اگر میں کوئی رقم ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں گا، تو اس قدر رقم اس کی قیمت سے منہا کردی جائیگی، العبد عبدالرحمن موصی، گواہ شد عبدالجبار احمدی برادر موصی گواہ شد عبدالواحد مبلغ کشمیر۔

وصیت نمبر ۳۵۸۷

منکہ میر عبداللہ خاں ولد نواب خاں قوم کشمیری عمر ۳۳ سال بیعت تقریباً ۱۲ ۷/۱۲ سکنہ ڈھوک کریانہ ڈاکخانہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۸ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ کمترین اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ جس پر کہ گزارہ ہے ادا کرتا رہوں گا، میری جائیداد فی الحال اسوقت تک کوئی نہیں ہے، میری ماہوار آمد -/-/۲۵ روپے ہے، میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا، میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد میر عبداللہ ساکن ڈھوک کریانہ۔ گواہ شد شیخ خلیل الرحمن احمدی متصل ڈاکخانہ شہر جہلم۔ گواہ شد سیف علی احمدی سرائے عالمگیر ضلع گجرات۔

وصیت نمبر ۳۳۷۲

منکہ صدر دین ولد بھلو ساکن کگرالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۸ ۱۲/۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ قریباً اکیس کنال زمین واقع موضع کگرالی ضلع گجرات۔

العبد بقلم خود صدر الدین۔ گواہ شد محمد عبداللہ کلرک قلعہ میگزین فیروزپور۔ گواہ شد فضل احمد اے۔ ڈی۔ آئی مدارس کھاریاں۔

وصیت نمبر ۱۸۴۸

منکہ امام دین ولد گلاب دین قوم ککےزئی ساکن سمبڑیال ڈاکخانہ سمبڑیال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۱ ۱/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی

۲۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے، نقد و زیورات وغیرہ قیمتی -/-/۱۵۰۰ روپیہ و مکان واقعہ سمبڑیال قیمتی -/-/۱۳۰۰ روپیہ کل -/-/۲۸۰۰ روپے کی مالیت ہے، جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں کہ مبلغ -/-/۲۸۰ روپے میرے مرنے کے بعد میری جائداد سے وصول کئے جائیں، میرے ورثاء کا فرض ہوگا کہ اول اس وصیت کردہ روپے کو پورا کرے، پھر باقی جائداد کو تقسیم کرے اگر میرے اس وصیت کردہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی اور جائداد ہوگی۔ تو اسکی نسبت بھی یہی وصیت ہوگی۔

۳۔ میری نعش میرے ورثاء قادیان دارالامان نہ پہنچا سکیں تو خود انجمن کا فرض ہوگا کہ میری نعش کو قادیان دارالامان میں بہشتی مقبرہ میں پہنچانے کا انتظام کریں اور جو خرچ اس پر ہو وہ میری جائداد سے وصول کیا جائے لہذا وصیت کر دیتا ہوں کہ سند رہے۔

نوٹ:- میں یکم مئی ۳۵ء سے اپنی آمدنی کی بھی یعنی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں، سالانہ حساب کر کے سالانہ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔

العبد امام دین احمدی ولد گلاب دین قوم ککے زئی ساکن سمبڑیال، تحصیل ڈسکہ۔ گواہ شد احمد حسین فریدآبادی تاجر کتب قادیان دارالامان بقلم خود۔ گواہ شد محمد سراج الحق نعمانی بخط سرساوی حال قادیان دارالامان۔

وصیت نمبر ۲۰۳۷

منکہ محمد اعظم ولد غلام علی قوم شیخ انصاری ساکن تہہ غلام نبی حال قادیان محلہ دارالبرکات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت آج مورخہ ۱۵ ۵/۳۲ کو کرتا ہوں:-

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو، اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی، میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے، اراضی تعدادی ۸ اکنال ملکیت خود بلا شراکت غیر واقعہ موضع پنڈوری بنیاں ضلع گورداسپور متعلق چاہ باغوالہ قیمتی تخمیناً ایک ہزار روپیہ ہے، العبد محمد اعظم موصی بقلم خود، گواہ شد محمد عبد اللہ بوتالوی منشی محکمہ نہر سرگودھا حال قادیان بقلم خود، گواہ شد مستری قطب الدین بھیروی حال مہاجر قادیان بقلم خود۔

ریاست حبیب گنج ضلع علی گڑھ

کا

مریضان چشم کے علاج کا کیمپ

جس کا ۵ دسمبر ۱۹۳۵ء کو عالیجناب نواب بہادر سر حاجی محمد مزمل اللہ خاں بہادر جمیع القابہ نے اپنے دست مبارک سے افتتاح فرمایا

نام مرض	تعداد مریضاں	تعداد چشم	ضلع علی گڑھ	ضلع بدایوں	ضلع ایٹہ	ضلع بلند شہر	کیفیت
موتیا بند	۱۱۷	۱۶۳	۹۶	۳	۹	۹	پہلے سے نواب صدر یار جنگ بہادر اور ممدوح کے بڑے صاحبزادے خان بہادر مولوی حاجی محمد عبید الرحمن خاں صاحب شروانی ایم ایل سی نے عام اشتہار کے ذریعہ سے اعلان کر دیا تھا۔ کہ حبیب گنج میں ایک کیمپ قائم کیا جائیگا، جہاں آنکھوں کے مریضوں کا مفت علاج کیا جائیگا کھانا مفت دیا جائیگا، دوا مفت دی جائیگی ۵ دسمبر سے کام شروع ہو جائیگا۔
جالا	۹۰	۱۱۶	۷۲	۸	۸	۲	
پلک بندی	۶۳	۸۹	۶۰	۰	۲	۱	
میزان کل	۲۷۰	۳۶۸	۲۲۸	۱۱	۱۹	۱۲	
تقسیم دوا	۴۸۶	۰	۰	۰	۰	۰	

نوٹ:- بوجہ کثرت مریضاں اندازاً تین سو مریض ایسے بھی دوا لیگئے جو مندرج کاغذ نہ ہو سکے۔

یکم دسمبر سے خیموں کا ایک چھوٹا قصبہ قائم ہونا شروع ہو گیا، احتیاطاً بستی کے مکان اور چوپالیں بھی محفوظ کر لی گئیں، اب ریاست کے مواضع سے صدہا چارپائیاں، ظروف گلی اور ہندو باورچیخانہ کے لئے کھانے پکانے کے برتن کڑھاؤ، برہمن، کہار وغیرہ ۴ دسمبر تک موقع پر آ گئے، اور مریضوں کا مع ہمراہیوں کے آنا شروع ہوا، جنکو محفوظ خیموں میں جگہ دیدی گئی۔

۵ ماہ دسمبر کو ڈاکٹر موہن لعل صاحب معہ اسٹاف اور دواؤں کے اسٹاک کے تشریف لے آئے، اور کام شروع ہوا، ۷ دسمبر تک عموماً گیارہ بجے رات تک کام ہوا اور ڈاکٹر موصوف نے متصل سات سات گھنٹے کھڑے ہو کر کام کیا وہ ڈاکٹر کا ہیکو ہیں، وہ تو رحمت کا کرشمہ ہیں، ان کے اسٹاف کی چستی اور مستعدی ہر تعریف سے بالاتر ہے، مرحبا۔ میں کیمپ میں موجود ہوں اور یہ سب تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، ریاست کا اسٹاف (جو رات دن کام میں لگا ہوا ہے، اس رمضان میں جبکہ وہ روزہ دار ہے اور برابر مینہہ برس رہا ہے اور کلیجہ سے پار ہو جانے والی سرد تیز ہوائیں چل رہی ہیں) کسی طرح ہمت نہیں ہارتا، برابر کھانے وقت پر مریضوں کو پہنچا رہا ہے، اور ہر بات کا نگران ہے یہ کیوں ہے، یہ اسلئے ہے کہ خان بہادر محمد عبید الرحمن خاں صاحب نے اپنا فولادی عزم و ہمت اس اسٹاف میں بھر دیا ہے، کیونکہ خان بہادر صاحب موصوف کو خود نہ سردی کی پروا ہے نہ مینہہ اور نہ تیز ہوا کی۔ وہ ہمہ وقت ہر موقعہ پر موجود ہیں اور سب کچھ اپنے ہاتھ سے اپنی نگرانی میں کر رہے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع کی ہمدردی کے پاک جذبہ نے انکو اپنی راحت و آرام کی طرف سے بے حس اور قطعی بے پروا کر دیا ہے۔ یہ وہ مثال ہے کہ تقلید کے قابل ہے۔ صد آفریں ہے۔

اب مصارف کا اندازہ کون کرے، ہر مریض کے ہمراہ ایک دو آدمی آئے ہیں، اگر چار سو مریض مان لو تو اب کل انبوہ کا اندازہ خود فرمالو۔ اس کے علاوہ کام کرنے والا گھر اور باہر کا اسٹاف، دواؤں کی قیمت اور متفرقات مصارف۔ ۵ دسمبر سے یہ کھانے وغیرہ کے مصارف شروع ہو گئے ہیں اور نئے آنیوالوں کا دن بھر تانتا لگا رہتا ہے اور یقین ہے کہ آخر تک یوں ہی لگا رہے گا، "حوالیہ من کل فج عمیق" ۲۰ دسمبر تک کیمپ میں اسی طرح خرچ ہوتا رہے گا، اس کے علاوہ کئی درجن عینکیں آ رہی ہیں جو ضرورتمندوں کو مثل دوا کے بلا قیمت دی جائینگی یہ ہے نواب صدر یار جنگ بہادر اور صاحبزادہ محمد عبید الرحمن خانصاحب کی کھری خیرات کا ایک چھوٹا سا کرشمہ۔ یہ اعداد و واقعات ۷ دسمبر تک کے ہیں *

سید محمد معین الدین شاہجہانپوری مترجم نپولین اعظم از حبیب گنج ضلع علی گڑھ

۸ دسمبر ۱۹۳۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف اور شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلا شبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے (صہ) محصول ڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خاں صاحب رئیس کوٹ رحمت خان ڈاک خانہ مومن ضلع شیخوپورہ سے

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جس قدر خطرناک عوارض تھے مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام ہو گیا، آپ جس دیانت داری سے ادویات تیار کرتے ہیں، اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے، ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔

دنیا میں تو موتی سرمہ کی ہی دھوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے، کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے، ضعف بصر، ککرے، جلن جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سرمہ مفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروز پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کا موتی سرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کروایا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہو گئے ہیں، اب وہ غربا میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں، لہذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیدن خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، ہچکیں، سستی، اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عنہ) محصول ڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جس کی عمر ۵۴ سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی کو استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔" اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے، سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ۔ تقریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے، قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے۔ محصول ڈاک علاوہ ہے

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اپرایر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے، یہ تریاق ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بناکر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے قیمت تین روپے، محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے اُنہیں فولاد کی طرح مضبوط بناکر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، ایک روپیہ، محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بیچینی، گھبراہٹ، سُستی اور اُداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو، اسکے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ تولہ دوا ہے، قیمت پانچروپے، محصول ڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، دردشکم، اپھارہ، بادگولہ پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھجانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت پہنچانے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے، قیمت صرف دُو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کُشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے، پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے، اور متعفن معدہ بھی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایکصد گولی کی قیمت دُو روپے. محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی، قیمت یکصد گولی دُو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھُن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھُولے ہوئے دل اُکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی، تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ۔

بلیس سالہ احتلام جریان اور سُستی جاتی رہی۔

جناب مہدی خان صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بلیس سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے، مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ، کیونکہ یہ ایسا نامراد موذی مرض ہے کہ نہ اُٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے حتیٰ کہ انسان کو کسی پہلو بھی تو چین نہیں آتا، پھر اس کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے، خداوند تعالیٰ ہر فرد بشر کو اس موذی مرض سے بچائے، ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور بڑے تجربے کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے، جو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے انسان کا چھٹکارا کرا دیتی ہے، قیمت تین روپے (سےؔ) محصول ڈاک علاوہ۔

مچھر رُوف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگجاتا ہی ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے، جسکی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے، جس طرح لاحول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے، اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں، قیمت فی شیشی آٹھ آنے، محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل رندھیر کالج کپور تھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی، دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا، اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں، میں نے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے، لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا، اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے، مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں، دور ہو جائینگی، خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے، میں آپکا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا، جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے"

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے سوا سات سو صفحات ہیں، کپڑے کی سنہری جلد ہے، ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے، مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئے، گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا، کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے، ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کیلئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنیکا سامان پیدا کر دیا ہے، ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے کہ وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا لیکن عربی سے ناواقف ہونیکی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے، میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرقریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں، قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے، گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے، قرآن شریف میں ایسے مختصر اور بامعنی اور بامحاورہ الفاظ ملتے ہیں، جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں، مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے۔ اس کے معنی ہیں، کہ اگر اللہ کو منظور رہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے، جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے، بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں، کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو، ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے، کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے، تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے، مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا، میرا سب کی خدمت میں ادب سے یہ مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے، یہ امر محض مطالعہ سے ہی حل ہو سکتا ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ گر منتھ سامنے پڑا ہے، پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں، کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مرجح الفاظ میں کیا گیا ہے، مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنیوالا شیخ محمد یوسف ہو، تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی، بس شیخصاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے، خدا کرے ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی، اس کی ضرورت نہایت سخت تھی، جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے، تاکہ "اللہ اکبر" کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں، یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ اخیر تک اذان سن سکینگے، مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا، اس کے باہر ایک مسجد تھی، جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی آواز آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں میں اسوقت گو بے سمجھ تھا مگر اسقدر سوچ سکتا تھا، اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا، جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے جب میں نے ہوش سنبھالا، اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا، تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا، ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ اب شیخصاحب کی مہربانی، کشادہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی ہے اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی، ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، یہ سب جہالت کے رنگ ہیں، میں بارگاہ پاک پروردگار میں شیخصاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخصاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"

میری دیرینہ تمنا بر آئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گورو سنگھ سبھا اسمہ بٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے، مگر بوجہ عربی نہ جاننے کے ہم محروم تھے، اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقاق حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا، جس سے میری دیرینہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواہش بر آئی، پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے، ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپ کے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال کہدیں۔"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول تو گلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے، بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے، جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی، کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے، وہ اظہر من الشمس ہے، آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ہوں گے، جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اُٹھایا ہو، سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ اُنہوں حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے، جو عربی نہیں جانتے تھے، مگر انکی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں، آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے، جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں اُٹھانی پڑتی، قصہ کوتاہ۔ مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی، قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے، میری دلی دعا ہے کہ پرماتما انکی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔"

سردار دلیپ سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خان پور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا جو انہوں نے جگت ادھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے، اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ کھولدیا، چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان، سکھ مسلم اتحاد، مسلمانوں کے احسان سکھوں پر، روانہ کیں اور

میں نے بغور پڑھیں، میں نے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں، جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے، یہ (Open fact) بین حقیقت ہے، قرآن شریف کے اُپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں، سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں، سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے دو بھائیوں کو گلے ملایا ہے، میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں، واہگورو جی آپ کو اس سے زیادہ طاقت بخشیں، آمین۔"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹہ چھینہ ڈاک خانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا، اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے، ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے، میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپکو بہترین صلہ دے، میں نے بہت سی پستکوں (کتب) کا مطالعہ کیا ہے، لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خاں

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا مگر بدیشی بھاشا میں ہونیکی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا، اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے، جس نے میری خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے، جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے، بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی سے کام لیا ہے، زبان نہایت شستہ ہے، ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے، یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ، قادیان۔ ضلع گورداسپور

سردار کرتار سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر

سنگرور (ریاست جیند) لکھتے ہیں کہ شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی راجہ جنگ

ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے، آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، آپکو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اتینت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے، دوسرا کیا دیگا؟" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی اساون کو منگوا کر دیا ہے، خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے، اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے، اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس!

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے ساتھ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے، مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا، ترجمہ واقعی عام فہم اور شیخصاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" نور ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے ہے یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز $\frac{20 \times 26}{8}$، صفحات ۷۲۸، کاغذ عمدہ، چھپائی نہایت نفیس، جلد سنہری، گھر کی لاگت پانچ روپیہ، تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام